حصہ سوم

روزمرّہ زندگی، کلچر اور سیاست

© NCERT Not to be Republished

© NCERT Not to be Republished

پرنٹ کلچر اور جدید (ماڈرن) دنیا

چھپی ہوئی چیزوں کے بغیر دنیا کا تصور کرنا ہمارے لیے دشوار ہے۔ چھپائی اور طباعت کی شہادتیں ہمیں اپنے چاروں طرف ہر جگہ ملتی ہیں۔ کتابوں، رسالوں، اخباروں میں، معروف پینٹنگوں اور اُن تمام دوسری چیزوں میں، جیسے تھیٹر کے پروگراموں سرکاری اعلانات ،کلینڈروں ڈائریوں، اشتہاروں، سڑک کے کنارے لگے ہوئے سینما کے پوسٹروں میں یہ شہادتیں بکھری پڑی ہیں۔ہم چھپاہوا ادب پڑھتے ہیں،چھپی ہوئی تصویریں دیکھتے میں اخباروں میں خبریں پڑھتے ہیں اور ان عوامی مباحثوں کی واقفیت حاصل کرتے ہیں جو چھپی ہوئی شکل میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔ طباعت کی دنیا ہمارے لیے کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ ہم اکثر یہ بھول بھی جاتے ہیں کہ ایک زمانہ طباعت سے پہلے کا بھی تھا۔ہم ممکن ہے کہ یہ محسوس نہ کریں کہ طباعت کی اپنی ایک تاریخ ہے جس نے درحقیقت ہماری آج کی دنیا کی تصویر گری کی ہے۔ یہ تاریخ کیا ہے؟طبع شدہ لٹریچر کب سے رواج میں آیا؟ نئی دنیا کے بنانے میں اس نے کیوں کر مدد کی؟

اس باب میں ہم طباعت کی ترقی اور اس کے فروغ ونشوونما پر نظر ڈالیں گے،مشرقی ایشیا میں اس کے آغاز سے لے کر یورپ اور ہندوستان میں اس کے رواج پانے تک۔ہم ٹکنالوجی کے پھیلاؤ کے اثرات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اور دیکھیں گے کہ پریس اور طباعت کے آنے سے سماجی زندگی اور تمدن میں کیسے تبدیلی ہوئی۔

© NCERT Not to be Republished

شکل .1— طباعت کے عہد سے قبل کتاب کی تیاری، اخلاق ناصری، 1595۔
یہ ہندوستان میں طباعت کے آغاز سے بہت پہلے سولھویں صدی میں ایک شاہی ورک شاپ ہے۔آپ متن کو املا کراتے ،اسے لکھتے اور اسے تصویر بناتے دیکھ سکتے ہیں۔طباعت کے زمانے سے قبل ہاتھ سے لکھنا اور تصویر بنانا بڑی اہمیت رکھتا تھا۔سوچیے کہ پرنٹنگ مشین کے آنے کے بعد فن کی ان اصناف پر کیا گزری۔

1 اولین مطبوعہ کتابیں

طباعت کی پہلی ٹکنالوجی کی ایجاد چین، جاپان اور کوریا میں ہوئی تھی۔ یہ ہاتھ سے چھاپنے کا ایک طریقہ تھا۔594 عیسوی اور اس کے بعد، چین میں کتابیں کاغذ کو روشنائی لگے ہوئے لکڑی کے ٹکڑوں پر گھس کر چھاپی جاتی تھیں، یہ طریقہ ایجاد بھی وہیں ہوا تھا۔ چونکہ باریک اور مسام دار کاغذ پر دونوں طرف چھپائی نہیں ہو سکتی تھی، اس لیے روایتی چینی اکارڈین کتاب (accordian book) تہہ کر لی جاتی تھی اور ایک طرف سی دی جاتی تھی۔ انتہائی مشاق ماہر دست کار، خوبصورت کتابت (Calligraphy) کی انتہائی صحیح نقل کر دیتے تھے۔

نئے الفاظ

Calligraphy (خطّاطی)۔ حسین اور تخلیقی نقاشی میں لکھائی کا فن

چین میں شاہی سلطنت، ایک طویل عرصے تک طبع شدہ مواد تیار کرنے والا اہم ترین ادارہ رہی۔ چین میں بیوروکریسی کا ایک بہت بڑا نظام تھا جو اپنے عملے کی بھرتی سول سروس امتحانوں کے ذریعے کرتا تھا۔ اس امتحان کے لیے بڑی تعداد میں درسی کتابیں شاہی سلطنت کی سرپرستی میں چھپتی تھیں۔16 ویں صدی سے امتحان میں بیٹھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور اس نے طباعت کے کام کو بھی بہت بڑھا دیا۔

سترہویں صدی آتے آتے جب چین میں شہری کلچر پھولا پھلا تو طباعت کے استعمال بھی متنوع ہوئے۔ طباعت اب محض پڑھے لکھے حکام ہی نہیں استعمال کرتے تھے اب تاجروں اور کاروباریوں نے بھی اپنے روزمرہ کاموں جیسے تجارتی معلومات حاصل کرنے میں اس کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔ مطالعہ خالی اوقات کی ایک اہم سرگرمی بنتا گیا۔ نئے پڑھنے والوں نے افسانوی بیانیوں، شاعری، خودنوشت سوانح، ادبی شاہکاروں کے مجموعے اور رومانی ڈراموں کو ترجیح دی۔ امیر خواتین نے پڑھنا شروع کیا اور بہت سی عورتوں نے اپنے اشعار اور اپنے لکھے چھوٹے چھوٹے ڈرامے شائع کرنے شروع کیے۔ تعلیم یافتہ حکام کی بیویوں نے اپنی تخلیقات چھپوائیں، داشتاؤں نے اپنی زندگیوں کے حالات لکھے۔

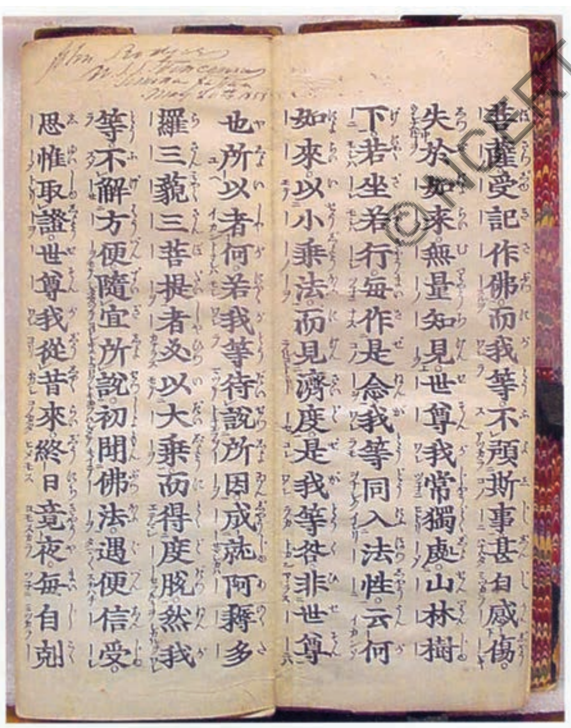

شکل 2۔ ڈائمنڈ سوتر کا ایک صفحہ

مطالعے کے اس نئے کلچر کے ساتھ نئی ٹکنالوجی آئی۔ آخر 19 ویں صدی میں جب مغربی قوتوں نے چین میں اپنی چوکیاں قائم کیں، مغرب کی طباعت کے طریقے اور مشینی پریس درآمد ہونے لگے۔ مغربی طرز کے اسکولوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی وجہ سے شنگھائی طباعت کے نئے کلچر کا مرکز بن گیا۔ اب تبدیلی کا رخ ہاتھ کی طباعت سے بتدریج مشینی طباعت کی طرف تھا۔

1.1 طباعت جاپان میں

چین سے آنے والے بدھسٹ مشنریز نے 770—768 عیسوی کے قریب جاپان میں ہاتھ سے چھاپنے کی ٹکنالوجی کو متعارف کرایا۔868 عیسوی میں چھپنے والی قدیم ترین جاپانی کتاب 'بدھسٹ ڈائمنڈ سوتر' ہے۔ یہ چھ صفحات کے متن اور ووڈ کٹ تصویروں پر مشتمل ہے۔ تصویریں کپڑوں پر تاش کے پتوں اور کرنسی کے نوٹوں پر بھی چھاپی گئیں۔ قرونِ وسطیٰ کے

© NCERT Not to be Republished

جاپان میں شاعروں اور نثر نگاروں کی تخلیقات باقاعدہ شائع ہوتی تھیں۔ کتابیں سستی ہوتی تھیں اور بڑی تعداد میں ہوتی تھیں۔

بصری مواد کی طباعت نے پبلشنگ کے بڑے دلچسپ طور طریقوں کی طرف رہنمائی کی۔ آخر اٹھارہویں صدی میں، ایڈو (Edo) (بعد کو جو ٹوکیو کہلایا) کے پھلتے پھولتے شہری حلقوں میں پینٹنگ کے مصور مجموعے شائع ہوئے جن میں آرٹسٹوں، داشتاؤں اور چائے خانوں کے اجتماعات کی تصویروں میں شاندار شہری تہذیب پیش کی گئی۔

لائبریریوں اور کتاب کی دوکانوں میں ہاتھ سے چھاپی ہوئی مختلف چیزوں کی بہتات تھی۔ کتابیں خواتین کے بارے میں، موسیقی کے آلات سے متعلق کتابیں، حساب کتاب اور چائے سے متعلق ہونے والی تقریبات کے موضوع پر کتابیں، فلاور ارینجمنٹ، اخلاق و آداب، کھانا پکانے اور مشہور مقامات کے بارے میں کتابوں کی فراوانی تھی۔

باکس 1

Kitagawa Utamaro، 1753 میں ایڈو میں پیدا ہوا۔ آرٹ کی قسم میں جو Ukiyo کہلاتی تھی اور جس کا مطلب تھا تیرتی دنیا کی تصویریں یا عام انسانی تجربات خصوصاً شہری زندگی کے تجربات کی پیش کش میں یہ اپنی دین کے لیے مشہور تھا۔ اس کی تصویروں کی نقلیں امریکہ اور یوروپ پہنچیں اور Manet اور وان گاگ جیسے فن کاروں کو بہت متاثر کیا۔ Tsutaya Juzaburo جیسے پبلشرز نے موضوعات کا انتخاب کیا اور فن کاروں کو کام تفویض کیا جنھوں نے موضوعات کے خاکے بنائے۔ پھر ایک ماہر کندہ کار نے ڈرائنگ کو لکڑی کے ایک بلاک پر چسپاں کیا اور پھر ڈرائنگ کے مطابق نقش و نگار لکڑی پر کندہ کر دیے۔ اور اس طرح پینٹر کے بنائے ہوئے خطوط کا ایک پرنٹنگ بلاک بنا دیا۔ اس سارے عمل میں اصل ڈرائنگ تو ضائع ہو جاتی ہے صرف پرنٹس بچ جاتے ہیں۔

شکل 3۔ Kitagawa Utamaro کا بنایا ہوا ایک Ukiyo پرنٹ

شکل 4۔ صبح کا ایک منظر۔ شن مان کیو بو کا ایک یوکیو پرنٹ، آخر 18 ویں صدی۔

ایک مرد کھڑکی سے برف باری کا منظر دیکھ رہا ہے جب کہ عورتیں چائے بنا رہی ہیں اور دوسرے گھریلو کاموں میں لگی ہوئی ہیں۔

© NCERT Not to be Republished

2 یورپ میں پرنٹ کی آمد

شاہراہ ریشم (سلک روٹ) سے صدیوں تک چین سے ریشم اور مصالحے یوروپ جاتے رہے۔ گیارہویں صدی میں اسی راستے سے یورپ میں چین کا کاغذ پہنچا۔ کاغذ نے کاتبوں کے بڑی احتیاط سے لکھے ہوئے مسودوں کی نقلیں تیار کرنا ممکن بنادیا۔ پھر 1295 میں عظیم سیاح اور کھوجی مارکو پولو چین کی برسوں کی تحقیق و تفتیش کے بعد اٹلی واپس آیا جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا ہے کہ چین ووڈ بلاک پرنٹنگ ٹکنالوجی سے واقف ہو چکا تھا۔ مارکو پولو اس ٹکنالوجی کو اپنے ساتھ لایا اور اب اطالویوں نے ووڈ بلاکس سے کتابیں تیار کرنا شروع کر دیں اور جلدی ہی یہ ٹکنالوجی یوروپ کے دوسرے حصوں میں پھیل گئی۔ کتابوں کے نفیس اڈیشن اب بھی بہترین اور قیمتی چیرمی اوراق (VELLUM) پر ہاتھ سے لکھ کر تیار ہوتے تھے۔ اور یہ ہوتے تھے امیروں کے لیے اور متمول خانقاہوں کی لائبریریوں کے لیے جو چھپی ہوئی کتابوں کو سستی اور سوقیانہ کہہ کر ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ تاجر اور یونیورسٹیوں کے طالب علم بہرحال ان چھپی ہوئی سستی کتابوں کو ہی خریدتے تھے۔

چوں کہ کتابوں کی مانگ میں اضافہ ہوا اس لیے سارے یورپ میں کتب فروشوں نے بہت سے مختلف ملکوں میں کتابیں برآمد کرنی شروع کر دیں۔ مختلف جگہوں پر کتاب میلے لگے۔ بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لیے قلمی مسودے تیار کرنے کے نئے نئے طریقے سوچے گئے۔ ہاتھ سے لکھنے والوں اور کاتبوں کو اب صرف متمول اور بارسوخ سرپرست ہی ملازم نہیں رکھتے تھے اب انھیں کتب فروش بھی اپنے یہاں رکھنے لگے۔ ایک کتب فروش کے لیے اکثر ایسے پچاس سے زیادہ کاتب کام کرتے تھے۔

مگر قلمی نسخوں کی تیاری کتابوں کی بڑھتی ہوئی مانگ کو مطمئن نہ کر سکی۔ نقل کرنا، ایک قیمتی، محنت طلب اور وقت طلب کاروبار تھا۔ مسودے نازک ہوتے تھے، ان سے کام کرنا جوکھم کا کام ہوتا تھا، انہیں ادھر ادھر لانا لے جانا اور پڑھنا بھی آسان نہیں تھا۔ اسی لیے ان کا سرکولیشن محدود ہی رہا۔ کتابوں کی روزافزوں مانگ کی وجہ سے ووڈ بلاک پرنٹنگ بتدریج زیادہ مقبول ہوتی گئی۔ پندرہویں صدی تک یورپ میں کپڑوں پر تاش کے پتوں پر چھپائی اور مذہبی تصویروں اور ان کے ساتھ مختصر عبارتوں کی پرنٹنگ میں ووڈ بلاکس بڑے پیمانے پر استعمال ہونے لگے تھے۔

متون کی جلدی اور سستی نقلوں کی ضرورت بڑے واضح طور پر بہت بڑھ گئی تھی۔ یہ کام صرف پرنٹنگ کی کسی نئی ٹکنالوجی کی مدد ہی سے ممکن تھا۔ ایسی ٹکنالوجی کی دریافت بہرحال Strasbourg جرمنی میں ہوئی جہاں جان گٹنبرگ John Gutenberg فاعلادر نے 1430 میں پہلا پرنٹنگ پریس بنایا۔

نئے الفاظ

vellum — جانوروں کی کھال سے تیار شدہ نفیس چرمی کاغذ

سرگرمی

تصور کیجیے کہ آپ مارکو پولو ہیں۔ چین سے ایک خط لکھیے اور پرنٹ کی اس دنیا کا حال بیان کیے جو آپ نے وہاں دیکھی۔

© NCERT Not to be Republished

2.1 گٹنبرگ اور پرنٹنگ پریس

گٹنبرگ ایک مرچنٹ کا لڑکا تھا اور ایک بڑی زرعی ریاست پر اس کی پرورش ہوئی تھی۔ بچپن سے اس نے وائن بناتے ہوئے اور زیتون کا تیل نکالتے ہوئے دیکھا تھا۔ نتیجتاً اس نے پتھروں پر پالش کرنے کا فن سیکھ لیا ایک ماہر سنار بنا اور چھوٹے چھوٹے زیوروں کے لیے سیسے کے سانچے بنانے میں بھی مہارت حاصل کر لی۔ اپنے اس علم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گٹنبرگ نے موجودہ ٹکنالوجی کو اپنی ایجاد کے ڈیزائن کرنے میں اپنایا۔ زیتون کی گھانی (olive press) نے اُسے پرنٹنگ پریس کا نمونہ فراہم کر دیا اور سانچے دھات کے حروف ڈھالنے میں استعمال کیے گئے۔ 1448 تک گٹنبرگ نے پورا نظام مکمل کر لیا۔ پہلی کتاب جو اس نے چھاپی وہ بائبل تھی۔ تقریباً 180 جلدیں چھاپی گئیں اور اس کام میں تین سال لگے۔ اس زمانے کے معیاروں کے لحاظ سے یہ رفتار تیز تھی۔

نئی ٹکنالوجی نے ہاتھ سے کتابیں تیار کرنے کے موجودہ فن کو ہٹایا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ چھپی ہوئی کتابیں اپنی ظاہری شکل اور اپنی ترتیب و تنظیم میں ہاتھ سے لکھے ہوئے مسودوں سے بڑی قریبی مشابہت رکھتی تھیں۔ دھات کے حرفوں نے ہاتھ سے لکھے ہوئے حروف کے آرائشی انداز کی پیروی کی۔ صفحات کے حاشیے بیل بوٹوں اور دوسرے نمونوں سے سجائے گئے۔ اور تصویروں میں رنگ بھرے گئے۔

امیروں کے لیے چھپنے والی کتابوں میں چھپے ہوئے ورق پر جگہ خالی چھوڑ دی جاتی تھی۔ ہر خریدار اس پر بننے والے ڈیزائنوں کا انتخاب خود کر سکتا تھا اور یہ فیصلہ بھی خود وہی کر سکتا تھا کہ کتاب پر تصویریں پینٹنگ کا کون سا اسکول بنائے گا۔

1450 اور 1550 کے درمیانی سو برسوں میں پرنٹنگ پریس یورپ کے اکثر ملکوں میں لگ گئے۔ کام کی تلاش اور نئے پریس لگانے میں مدد کرنے کے لیے پرنٹرس جرمنی سے دوسرے ملکوں میں گئے۔ پرنٹنگ پریس بڑھنے کے ساتھ ہی کتابوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ پندرہویں صدی کے نصف آخر میں چھپی ہوئی کتابوں کی دو کروڑ جلدیں یورپ کے بازاروں میں تھیں 16 ویں صدی میں یہ تعداد بڑھ کر 200 ملین کے قریب ہو گئی۔

ہاتھ سے چھپائی کی جگہ میکانکی چھپائی کے طریقے نے طباعت میں انقلاب پیدا کر دیا۔

شکل 5۔ جان گٹنبرگ کی ایک تصویر، 1504۔

شکل 6۔ گٹنبرگ پرنٹنگ پریس

پیچ سے لگے ہوئے بڑے ہینڈل کو دیکھیے۔ یہ بڑا ہینڈل پیچ کو گھمانے اور پرنٹنگ بلاک پر پلیٹ کو نیچے دبانے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ جو ایک کاغذ کے ایک نم ورق کے اوپر رکھی ہوتی تھیں۔ گٹنبرگ نے رومن حروف تہجی کے 26 حروف دھات میں ڈھالے اور متن کے اور مختلف الفاظ لکھنے کے لیے انھیں کھسکانے یا حرکت دینے کا طریقہ نکالا۔ اس کی وجہ سے مشین متحرک ٹائپ پرنٹنگ مشین کہلائی۔ اگلے تین سو برسوں تک یہی ٹکنالوجی پرنٹ کی بنیادی ٹکنالوجی رہی۔ اس وقت کے مقابلے میں جب لکڑی پر پرنٹ بلاک تیار کیا جاتا تھا اب کتابیں زیادہ تیزی سے چھاپی جانے لگیں۔ گٹنبرگ پریس ایک گھنٹے میں 250 ورق ایک طرف چھاپ سکتا تھا۔

نئے الفاظ

Platen۔ چھاپے کی مشین میں لگی ہوئی ایک پلیٹ جو کاغذ کو دبائے رکھتی ہے۔ ایک زمانے میں لکڑی کی بنتی تھی اب اسٹیل کی بنتی ہے۔

NCERT Not to be Republished

شکل.7— گٹنبرگ کی بائبل کے صفحات۔ یوروپ میں پہلی چھپی ہوئی کتاب۔ گٹنبرگ نے تقریباً180 کاپیاں چھاپی تھیں، دست وبرد زمانہ سے بمشکل پچاس کاپیاں بچی ہیں۔

بائبل کے ان صفحات کو غور سے دیکھیے یہ محض نئی ٹکنالوجی کی پیداوار نہیں تھے متن نئے گٹنبرگ پریس میں دھات کے ٹائپ سے چھاپا گیا تھا مگر حاشیے بڑی احتیاط سے ڈیزائن کیے گئے تھے اور رنگ وغیرہ، آرٹسٹ نے ہاتھ سے لگائے تھے۔کوئی دو کاپیاں یکساں نہیں تھیں۔ ہر کاپی کا ہر صفحہ مختلف تھا۔ بظاہر اگر دو کاپیاں ایک جیسی نظر آئیں تب بھی غور سے دیکھنے سے فرق کا پتہ چل جائے گا۔ رؤسا اور امرا یکسانیت کی اس کمی کو پسند کرتے تھے۔ان کے پاس اس وقت جو چیز ہوتی تھی اسے آپ انوکھا کہنے کا دعویٰ کرسکتے تھے کیوں کہ کسی دوسرے کے پاس ہو بہو ایسی ہی کاپی دوسری نہیں ہوسکتی تھی— متن میں بہت سی جگہوں پر آپ حروف کے اندر رنگ کا استعمال دیکھیں گے۔اس کے دو فائدے تھے۔ یہ صفحے کی رنگینی میں اضافہ کرتا تھا اور تمام مقدس الفاظ پر ان کی اہمیت بتانے کے لیے زور دیتا تھا مگر متن کے ہر صفحے پر رنگ ہاتھ سے لگتا تھا۔ گٹنبرگ نے متن سیاہی میں چھاپا تھا، جگہیں چھوڑ دی تھیں تا کہ رنگ بھرا جا سکے۔

شکل.8—ایک پرنٹر کا ورک شاپ، 16ویں صدی

یہ تصویر بتاتی ہے کہ سولہویں صدی میں ایک پرنٹر کا ورک شاپ کیسا دکھائی دیتا تھا۔ سارے کام ایک چھت کے نیچے ہو رہے ہیں، سامنے دائیں طرف ٹائپ کار کام کر رہے ہیں، بائیں طرف کچے پروف تیار ہو رہے ہیں، دھات کے حروف پر روشنائی لگائی جا رہی ہے۔ پیچھے پرنٹرس پریس کے پیچ گھما رہے ہیں ان کے قریب ہی پروف پڑھنے والے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ بالکل سامنے فائنل کام ہے۔ چھپے ہوئے دو صفحوں کے ورق، سلیقے سے گڈیوں میں لگے ہوئے۔ جلد بندی کے منتظر۔

نئے الفاظ

Compositor —وہ شخص جو متن کو چھاپے جانے کے لیے لکھتا ہے۔

Galley— کالموں کی صورت میں نکالے جانے والا کچا پروف

© NCERT Not to be Republished

3 طباعت کا انقلاب اور اس کا اثر

طباعت کا انقلاب تھا کیا؟ یہ محض ایک ترقی نہیں تھا، کتابیں تیار کرنے کا صرف ایک نیا طریقہ نہیں تھا، اس نے لوگوں کی زندگیاں بدل دیں، معلومات اور علم سے ان کے رشتوں کو بدل دیا۔ اس نے عوامی تصورات پر اثر ڈالا، چیزوں کو دیکھنے کی نئی راہیں وا کر دیں۔

آیئے ہم ان میں سے کچھ تبدیلیوں کا جائزہ لیں۔

3.1 مطالعہ کرنے والی عوام

پرنٹنگ پریس کے ساتھ پڑھنے والی ایک نئی پبلک وجود میں آ گئی۔ چھپائی نے قیمتوں پر آنے والی لاگت کو کم کر دیا ہر کتاب کو تیار کرنے میں جو وقت لگتا تھا اور جتنی محنت کرنا پڑتی تھی وہ کم ہوگئی۔ اور بڑی آسانی سے بے شمار کاپیاں چھاپنا ممکن ہوگیا۔ بازار میں کتابوں کا سیلاب آ گیا، کتابیں پڑھنے والوں کی بڑی تعداد کی دسترس میں آ گئیں۔

کتابوں تک آسان رسائی نے مطالعے کا ایک نیا کلچر جنم دے دیا۔ پہلے پڑھنا اور مطالعہ کرنا روسا اور امرا تک محدود تھا۔ عام آدمی ایک زبانی تہذیب میں زندہ تھا۔ مقدس متون ان کے سامنے پڑھے جاتے تھے اور یہ سنتے تھے۔ داستان گو داستانیں سناتے تھے اور یہ سنتے تھے۔ لوک کہانیاں بیان کی جاتی تھیں اور یہ سنتے تھے۔ معلومات زبانی منتقل ہوتی تھی۔ لوگ اجتماعی طور پر کہانیاں اور داستانیں سنتے تھے تماشا دیکھتے تھے۔ آٹھویں باب میں آپ دیکھیں گے کہ ان لوگوں نے خاموشی کے ساتھ انفرادی طور پر کتابیں نہیں پڑھیں۔ پریس اور پرنٹ کے آنے سے پہلے کتابیں نہ صرف یہ کہ مہنگی تھیں بلکہ وہ اچھی تعداد میں چھاپی بھی نہیں جا سکتی تھیں۔ آج کتابیں لوگوں کے بڑے حلقوں تک پہنچ سکتی ہیں۔ اگر پہلے ایک سننے والی پبلک تھی تو آج ایک پڑھنے والی جنتا ہے۔

مگر یہ تبدیلی اتنی سیدھی سادی بھی نہیں تھی۔ کتابیں صرف خواندہ لوگ ہی پڑھ سکتے تھے اور بیسویں صدی تک خواندگی کی شرح یوروپ کے اکثر ملکوں میں بہت کم تھی۔ ایسی صورت حال میں پبلشرز عام آدمی کو چھپی ہوئی کتابوں کی طرف کیوں کر مائل کر سکتے تھے؟ ایسا کرنے کے لیے چھپی ہوئی چیزوں کی دور رس پہنچ کو انھیں ذہن میں رکھنا تھا۔ وہ لوگ بھی جو پڑھتے نہیں تھے پڑھ کر سنائی جانے والی کتاب کو سن کر یقیناً لطف اٹھا سکتے تھے۔ چنانچہ پبلشرز نے مقبول داستانوں، لوک کہانیوں اور بے شمار تصویروں والی کتابیں چھاپنی شروع کیں۔ یہ لوک گیت شراب خانوں اور سرایوں میں گائے گئے اور داستانیں سنائی گئیں۔

زبانی کلچر اس طرح پرنٹ میں داخل ہوا اور چھپا ہوا مواد زبانی منتقل کیا گیا کہ وہ خط فاصل جو زبانی کلچر کے درمیان تھا دھندلا ہوگیا اور سننے والی پبلک اور پڑھنے والی پبلک باہم آمیز ہوگئی۔

سرگرمی

آپ ایک کتب فروش ہیں۔ نئی، سستی اور چھپی ہوئی کتابوں کا اشتہار دینا چاہتے ہیں— اپنی دوکان کی سامنے لگانے کے لیے ایک پوسٹر ڈیزائن کیجیے۔

نئے الفاظ

Ballad — کوئی تاریخی واقعہ یا کوئی لوک کہانی۔ داستان۔ سنائی بھی جائیں اور گائی بھی جائیں۔

Taverns — سرائے، شراب خانہ، جہاں لوگ شراب پینے، کھانا کھانے، لوگوں سے ملنے، حالات حاضرہ سے واقف ہونے کے لیے آتے تھے۔

© NCERT Not to be Republished

3.2 مذہبی بحثیں اور طباعت کا خوف

چھپائی نے نظریات وخیالات کی تبلیغ اور نشرواشاعت کے امکانات پیدا کردیے۔ اور بحث وتمحیص اور تبادلہ خیال کو متعارف کرادیا۔ اب وہ لوگ بھی جو صاحب اختیار اور اہل حکم سے اتفاق نہیں رکھتے وہ بھی اپنے خیالات کو چھپوا سکتے ہیں اور ان کی اشاعت کرسکتے ہیں۔ چھپے ہوئے پیغام کے ذریعہ یہ لوگوں کو نئے اور مختلف انداز سے سوچنے پر مائل کرسکتے ہیں اور انھیں عمل کرنے پر اکسا سکتے ہیں۔ یہ بات زندگی کے مختلف پہلوؤں کے لیے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

چھپی ہوئی کتابوں کو ہر شخص نے خوش آمدید نہیں کہا اور جن لوگوں نے ان کا استقبال کیا ان کو بھی کچھ خدشات تھے۔ بہت سے لوگ ان اثرات سے ہراساں تھے جو چھپی ہوئی چیزوں کی آسان فراہمی اور ان کی فراوانی لوگوں کے دل ودماغ پر ڈال سکتی تھی۔ خوف یہ تھا کہ جو کچھ چھپتا ہے اور پڑھا جاتا ہے اگر اس پر کوئی کنٹرول نہ ہوا تو باغیانہ اور غیر مذہبی خیالات پھیل سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو قابل قدر لٹریچر کی حیثیت واختیار تباہ ہو جائے گا۔ مذہبی علماء، بادشاہوں اور ان کے ساتھ بہت سے ادیبوں اور فن کاروں کی ظاہر کی ہوئی یہ تشویش نئے چھپے ہوئے لٹریچر پر وسیع پیمانے پر ہونے والی نکتہ چینی کی بنیاد تھی۔

آیئے ابتدائی جدید یورپ کی زندگی میں اس کے ایک حلقہ اثر یعنی مذہب پر اس کے عواقب پر غور کریں۔

1517 میں مذہبی مصلح مارٹن لوتھر کنگ نے رومن کیتھولک چرچ کے طور طریقوں اور رسموں کے بارے میں پنچانوے (Ninety Five Thesis) تنقیدی مضامین لکھے۔ اس کی ایک چھپی ہوئی کاپی وٹن برگ میں چرچ کے دروازے پر لگائی گئی تھی۔ اس میں چرچ کو اس کے خیالات پر بحث کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ مارٹن لوتھر کنگ کی تحریروں کی بڑی تعداد میں فوری نقلیں ہوئیں اور یہ بڑے پیمانے پر پڑھی گئیں۔ اس کا نتیجہ خود چرچ کے اندر اختلاف اور پروٹسٹنٹ ریفارمیشن کی تحریک کے آغاز کی شکل میں سامنے آیا۔ مارٹن لوتھر کنگ کے نیوٹسٹامنٹ کی 5000 کاپیاں چند ہفتوں کے اندر فروخت ہوگئیں اور تین مہینے کے اندر اندر دوسرا ایڈیشن آ گیا۔ طباعت کا انتہائی شکر گزار ہوتے ہوئے مارٹن نے کہا ''طباعت خدا کا ایک اساسی تحفہ ہے اور عظیم ترین تحفہ ہے۔'' بہت سے دانشور حقیقتاً سوچتے ہیں کہ طباعت نے ایک نیا دانش ورانہ ماحول پیدا کردیا اور نئے خیالات ونظریات کو پھیلانے میں مدد کی جس نے بالآخر ریفارمیشن کی طرف رہنمائی کی۔

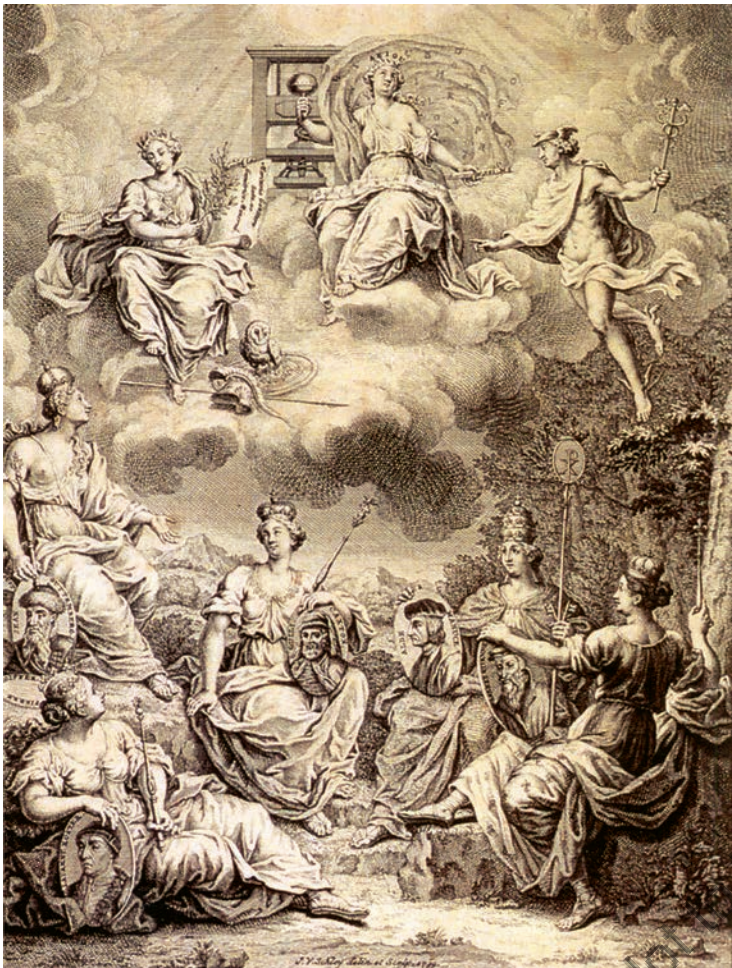

شکل 9- J.V.Schley, L' Imprimerie, 1739

ابتدائی جدید یوروپ میں بنائی جانے والی تصویروں میں سے ایک یہ تصویر جس میں چھپائی کی آمد پر جشن منایا جا رہا ہے۔ تصویر میں پرنٹنگ پریس کو آسمان سے اترتا ہوا دیکھ سکتے ہیں جسے ایک دیوی لا رہی ہے۔ دیوی کے دونوں طرف رحمت خداوندی پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے منروا (عقل کی دیوی) اور مرکری (پیغامبر دیوتا استقلال کی علامت) سامنے عورتیں ہیں اپنے ہاتھوں میں مختلف ملکوں کے چھپے اولین پرنٹرس کی تصویریں اٹھائے ہوئے۔ بیچ میں بائیں طرف دائرے میں گٹنبرگ کی تصویر ہے۔

نئے الفاظ

Protestant Reformation — کیتھولک چرچ کی جس پر روم کا تسلط تھا، اصلاح کے لیے 16 ویں صدی کی ایک تحریک۔ مارٹن لوتھر پروٹسٹنٹ مصلحین میں ایک اہم مصلح تھے۔ کیتھولک عیسائیت کے خلاف بہت سی روایتیں اس تحریک سے بنیں۔

© NCERT Not to be Republished

3.3 پرنٹ اور اختلاف رائے

مطبوعہ تحریروں اور عام مذہبی لٹریچر نے کم پڑھے لکھے کام کرنے والے لوگوں میں بھی عقائد کی بہت سی نمایاں اور مختلف انفرادی تاویلیں لوگوں کے سامنے رکھیں۔ سولھویں صدی میں اٹلی میں ایک کارخانہ دار Monocchio نے بستی میں ملنے والی کتابوں کو پڑھنا شروع کیا۔ پھر اس نے بائبل کی تعلیمات کی تاویل کی اور خدا اور تخلیق کے بارے میں ایک نقطہ نظر پیش کیا جس نے رومن کیتھولک چرچ کو مشتعل کردیا۔ جب رومن چرچ نے بدعتی (Heretical) خیالات کو دبانے کے لیے اپنی تحقیق (inquisition) شروع کی تو Manocchio کو دو دفعہ گرفتار کیا گیا اور آخر میں مار دیا گیا۔ عام مطالعے کے اثرات اور عقائد پر سوالات اٹھائے جانے سے پریشان ہو کر رومن چرچ نے پبلشرز اور کتب فروشوں پر سخت پابندیاں عائد کر دیں اور 1558 سے ممنوعہ کتابوں کی ایک فہرست رکھنا شروع کر دی۔

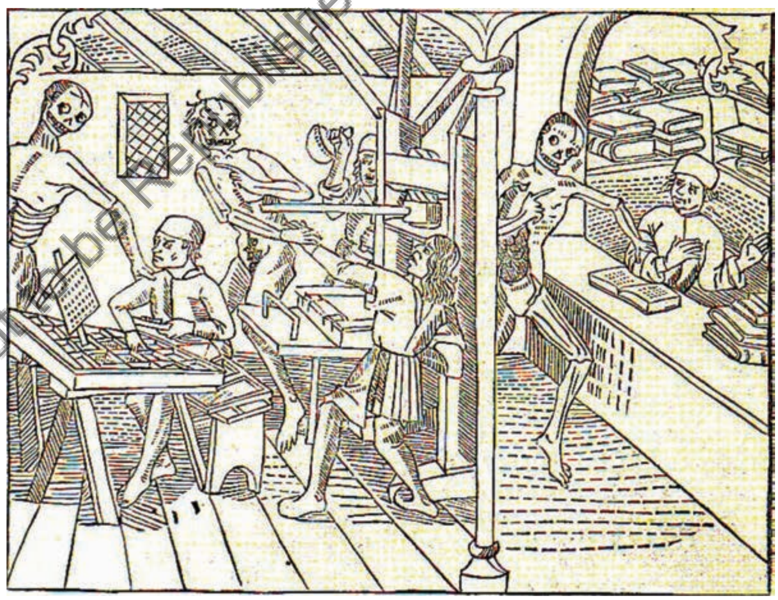

شکل 10۔ ہولناک رقص

16 ویں صدی کی یہ تصویر دکھاتی ہے کہ اس زمانے میں پرنٹنگ کے خوف کو کتنے ڈرامائی انداز میں پیش کیا جاتا تھا۔ اس دلچسپ ووڈ کٹ میں طباعت کی آمد کو دنیا کے خاتمے سے متعلق بنا کر دکھایا گیا ہے۔ پرنٹر کے ورک شاپ کا اندرونی حصہ یہاں موت کے ناچ کی ایک جگہ ہے۔ انسانی ڈھانچے پرنٹر اور اس کے کارکنوں پر قابو حاصل کرتے ہیں، اور کیا کرنا ہے اور کیا چھاپنا ہے، طے کرتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرنے کی ہدایت دیتے ہیں۔

تبادلۂ خیال کیجیے

چند لوگوں کو یہ ڈر کیوں تھا کہ طباعت کی ترقی اختلافی خیالات و نظریات کی ترویج کرے گی — مختصراً لکھیے۔

نئے الفاظ

Inquisition - سابق رومن کیتھولک کورٹ، بدعتیوں کی شناخت کرنے اور انھیں سزا دینے کے لیے۔

Heretical - بدعتی

Satiety - آسودگی۔ تسکین

Saditious - باغیانہ۔ عمل، تقریر جو حکومت کے خلاف نظر آئے۔

ماخذ A

کتاب کا خوف

ایراسمس، ایک لاطینی اسکالر ایک کیتھولک مصلح جس نے کیتھولک عقائد کی زیادتیوں پر تنقید کی مگر لوتھر سے دور رہا۔ پرنٹنگ کے سلسلے میں گہری تشویش کا اظہار کیا۔ اس نے 'Adages' (1508) میں لکھا ہے:

''دنیا کا وہ کون سا کونا ہے جہاں تک ان کی پرواز نہ ہو، یہ نئی کتابوں کے جھنڈ؟ بہت ممکن ہے کہ ایک آدھ کتاب یہاں ایک آدھ کتاب وہاں کچھ ایسی باتیں بتائے جو جاننے کے قابل ہوں۔ مگر ان کی یہ بہتات اسکالرشپ کے لیے نقصان دہ ہے کیوں کہ یہ ایک افراط پیدا کر دیتی ہیں۔ اچھی چیزوں کی افراط اور ان سے آسودگی نقصان دہ ہوتی ہے۔...... (پرنٹرس) دنیا کو کتابوں سے بھر دیتے ہیں اور صرف معمولی (جیسا شائد میں لکھتا ہوں) چیزوں ہی سے نہیں بلکہ حماقت آمیز، جاہلانہ، بہتان طراز، رسوا کن، شوریدہ سر، غیر مذہبی اور باغیانہ کتابوں سے۔ اور پھر ان کی تعداد اتنی ہے کہ قابل قدر کتابیں بھی اپنی قدر و قیمت کھو دیتی ہیں۔''

© NCERT Not to be Republished

4 مطالعے کا جنون

سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں یورپ کے اکثر حصوں میں خواندگی کی شرح میں بڑا اضافہ ہوا۔مختلف مسالک کے چرچوں نے گاؤں میں اسکول کھولے اور خواندگی کو کسانوں اور دستکاروں تک پہنچا دیا۔18 ویں صدی کے اختتام پر یورپ کے بعض حصوں میں خواندگی کی شرح ساٹھ سے اسی فی صد تک ہوگئی تھی۔ یورپی ملکوں میں خواندگی اور اسکولوں کی تعداد میں اضافے کی وجہ سے مطالعے کا ایک جنون سا ہوگیا۔لوگوں نے کتابیں پڑھنا چاہیں اور پرنٹرس نے روز افزوں بڑھتی ہوئی تعداد میں کتابیں تیار کرنا شروع کردیں۔

مقبول ادب کی مختلف اصناف طبع شدہ شکلوں میں سامنے آئیں جن کا ہدف نئے پڑھنے والے تھے۔کتب فروشوں نے پھیری والے ملازم رکھے جو چھوٹی چھوٹی کتابیں بیچنے کے لیے گاؤں گاؤں گھومے۔ان کتابوں میں لوک کہانیاں تھیں داستانیں اور جنتریاں تھیں۔مگر مطالعاتی مواد کی دوسری قسمیں، محض تفریح کے لیے، عام پڑھنے والے تک پہنچنا شروع ہوگئیں۔انگلستان میں ایک پینی قیمت والی Chapbooks پھیری والے بیچتے پھرتے تھے۔یہ پھیری والے Chapman کے نام سے جانے جاتے ہیں۔کتاب کی قیمت ایک پینی ہوتی تھی اس لیے ہر کس و ناکس اسے خرید سکتا تھا۔فرانس میں 'Biliotheque Bleue' تھیں۔ان کتابوں کی قیمت بہت کم ہوتی تھی،خراب کاغذ پر چھپی ہوئی ہوتی تھیں اور ان کا کور سستے نیلے رنگ کے کاغذ کا ہوتا تھا۔پھر چار سے چھ صفحات پر چھپی ہوئی عشقیہ کہانیاں ہوتی تھیں۔کچھ بہتر صورت میں تاریخ کی کتابیں ہوتی تھیں جو عام طور پر ماضی کی کہانیوں پر مشتمل ہوتی تھیں۔کتاب کے سائز مختلف ہوتے تھے اور یہ بہت سے مختلف مقاصد کو پورا کرتی تھیں اور مختلف ذوق شوق کو تسکین دیتی تھیں۔

حالات حاضرہ کی معلومات کو تفریح سے ملاتے ہوئے پریس اوائل 18 ویں صدی سے فروغ پذیر ہوا۔اخبار اور رسالے جنگ اور تجارت کی خبریں لائے ساتھ ہی دوسرے مقامات پر ہونے والی ترقیوں کی خبروں سے بھی آگاہ کیا۔

اسی طرح سائنس دانوں اور فلسفیوں کے نظریات اب عام لوگوں تک آسانی سے پہنچنے لگے۔قدیم اور قرون وسطیٰ کے سائنسی متون کی ترتیب و تدوین ہوئی اور انھیں شائع کیا گیا۔نقشے اور سائنس کے ڈائی گرام چھپے۔جب اسحاق نیوٹن جیسے سائنس دانوں نے اپنی دریافتوں کو شائع کرنا شروع کیا تو وہ سائنسی سوچ رکھنے والے قاریوں کے ایک بڑے حلقے کو متاثر کرسکے۔تھامس پین، والٹیر اور ژان ژاک روسو جیسے مفکرین بھی زیادہ چھپے اور زیادہ پڑھے گئے۔اور اس طرح سائنس، استدلال اور تعقل کے بارے میں ان کے خیالات نے عام لٹریچر میں راہ پائی۔

نئے الفاظ

Denomination۔ایک مذہب میں مختلف گروہ۔مسالک۔

Almanac۔اجسام فلکی سے متعلق معلومات، تاریخ، دن، مہینہ، تہوار، چھٹیاں وغیرہ۔جنتری۔

Chapbook۔پاکٹ سائز بک۔جیبی کتاب

باکس 2

1791 میں لندن کے ایک پبلشر جیمس لیکنگٹن نے اپنی ڈائری میں لکھا:

''پچھلے بیس برسوں میں کتابوں کی فروخت میں حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے۔غریب کسان بلکہ دیہات کے غریب لوگ اس زمانے سے پہلے عموماً سردیوں کو اپنی شامیں چڑیلوں، بھوتوں اور چھلاوں کے قصے سن کر گزارتے تھے......اب اپنے لڑکوں اور لڑکیوں سے کہانیاں اور قصے پڑھوا کر سنتے ہیں اور سردیوں کی اپنی طویل راتوں کو مختصر کرتے ہیں۔اگر جان گھاس کا ایک گٹھا لے کر شہر جاتا ہے تو اس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ Peregrine Pickle's Adventure......لانا نہ بھولے۔اگر ڈولی انڈے بیچنے کے لیے بھیجی جاتی تھی تو اس کے سر یہ ذمہ داری بھی ڈال دی جاتی تھی کہ وہ 'ہسٹری آف جوزف اینڈ ریوز' خریدنا نہ بھولے۔

© NCERT Not to be Republished

4.1 ’’دنیا کے ظالموٗ اس سے ڈرو‘‘

18ویں صدی کے وسط تک ایک عام یقین یہ پیدا ہوگیا تھا کہ کتابیں ترقی اور روشن خیالی پھیلانے کا ایک ذریعہ ہیں۔ بہت سے لوگ ماننے لگے تھے کہ کتابیں دنیا کو بدل سکتی ہیں۔ سماج کو آمریت اور ظلم و جبر سے نجات دلا سکتی ہیں اور ایک ایسے عہد کی خوش خبری سنا سکتی ہیں جب تعقل اور استدلال کی حکمرانی ہوگی۔ 18ویں صدی میں ایک فرانسیسی ناول نگار لوئی سباستین مرسیر نے کہا تھا ’’پرنٹنگ پریس، ترقی کا توانا ترین انجن ہے اور رائے عامہ وہ قوت ہے جو آمریت اور مطلق العنانی کو بہالے جائے گی۔‘‘ مرسیر کے بہت سے ناولوں میں ہیرو کتابیں پڑھ پڑھ کر بدل جاتے ہیں۔ وہ کتابوں کو حریصانہ دیکھتے ہیں کتابوں کی پیدا کی ہوئی دنیا میں گم ہوجاتے ہیں اور اس سارے عمل سے وہ روشن خیال ہو کر نکلتے ہیں۔ روشن خیالی لانے اور مطلق العنانی کی بنیادوں کو تباہ کر دینے کی کتابوں کی طاقت پر کامل یقین کے بعد مرسیر نے اعلان کیا:

"Termble,therefore, tyrants of the world! Tremble before the virtual writer!"

4.2 پرنٹ کلچر اور انقلاب فرانس

بہت سے مورخین کا کہنا ہے کہ پرنٹ کلچر نے ایسے حالات پیدا کیے جن میں فرانس کا انقلاب رونما ہوا۔ کیا ہم ان دونوں کے درمیان کوئی ایسا رشتہ قائم کر سکتے ہیں؟

عموماً تین قسم کے دلائل پیش کیے گئے:

اول: طباعت نے روشن خیال مفکرین کے خیالات کو مقبول بنا دیا۔ اجتماعی طور پر ان کی تحریروں نے روایت، توہم پرستی اور مطلق العنانی پر تنقیدی رائے فراہم کی۔ انھوں نے رسوم و رواج کے بجائے تعقل کی حکمرانی کے حق میں رائے دی۔ اور مطالبہ کیا کہ ہر چیز کو عقل اور استدلال کی کسوٹی پر پرکھا جانا چاہیے۔ انھوں نے چرچ کے مقدس تحکم و اختیار پر اور ریاست کی جابرانہ قوت پر حملہ کیا اور اس طرح روایت پر مبنی ایک سماجی نظام کے جواز کو رفتہ رفتہ ختم کر دیا۔ والٹیر اور روسو کی تحریریں بڑے پیمانے پر پڑھی گئیں اور جن لوگوں نے انھیں پڑھا انھوں نے دنیا کو نئی آنکھوں سے دیکھا، آنکھیں جو سوال کرتی تھیں، جو نکتہ چیں تھیں اور جو معقولیت پسند تھیں۔

دوم: پرنٹ نے بات چیت اور بحث و تمحیص کا ایک نیا کلچر پیدا کیا۔ تمام قدروں، معیاروں اور اداروں کی قدر و قیمت کا پھر سے جائزہ لیا گیا اور ایسے عوام نے ان پر بحث و مباحثہ کیا جو استدلال کی قوت سے آگاہ ہو چکے تھے اور مروجہ نظریات و عقائد پر سوال اٹھانے کی ضرورت کو تسلیم کر چکے تھے۔ اس عوامی کلچر میں سماجی انقلاب کے نئے خیالات وجود میں آئے۔

سوم: 1780 تک ایسے ادب کی بھرمار ہو چکی تھی جس نے شاہانہ مناصب کا مذاق اڑایا اور ان کی

ماخذ B

اپنی ایک کتاب میں مرسیر چھپے ہو لفظ کے اثر اور مطالعے کی قوت کو اس طرح بیان کرتا ہے:

’’کوئی شخص جس نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے اس نے مجھے ایک ایسا آدمی سمجھا ہوگا جو پیاس سے مر رہا تھا اور اب کچھ تازہ اور خالص پانی کے گھونٹ کے گھونٹ حلق سے اتار رہا ہے...... اپنے لیمپ کو غیر معمولی احتیاط کے ساتھ جلاتے ہوئے میں نے اپنے آپ کو مطالعے میں غرق کر لیا۔ ایک آسان فصاحت، بے مشقت اور جاندار، مجھے ایک صفحے سے بے جانے، دوسرے صفحے پر لے گئی۔ خاموشی کے سایوں میں گھڑی گھنٹے بجاتی رہی اور میں نے کچھ نہیں سنا۔ میرے لیمپ میں تیل ختم ہو رہا تھا اور اب اس کی روشنی بھی پیلی اور مدھم ہو گئی تھی۔ مگر پھر بھی میں پڑھتا رہا۔ میں لیمپ کی بتی کو اپنی مسرت میں رخنہ پڑنے کے ڈر سے اونچا کرنے کے لیے بھی وقت نہ نکال سکا۔ یہ نئے خیالات میرے دماغ کیوں کر گھسے! میرے ذہن نے انھیں کس طرح اپنایا!‘‘

(رابرٹ ڈارن ٹن نے حوالہ دیا۔ دی فوربڈن بیسٹ سلرز آف پری ریولیوشنری فرانس، 1995)

نئے الفاظ

Despotism — حکومت کا ایک نظام جس میں ساری طاقت ایک فرد کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور آئین و قانون کی کوئی بندش اس پر نہیں ہوتی۔ (مطلق العنان)

© NCERT Not to be Republished

اخلاقیات پر تنقید کی۔ اس عمل کے دوران اس نے سماجی نظام کے بارے میں بھی سوالات اٹھائے۔ کارٹونوں اور خاکوں میں دکھایا گیا کہ بادشاہت صرف جنسی عیاشیوں میں ڈوبی رہی جب کہ عام آدمی شدید مصائب اور دشواریوں کا شکار رہا۔ یہ ادب خفیہ طور پر تقسیم ہوا اور اس نے بادشاہت کے خلاف معاندانہ جذبات کے فروغ کی طرف رہنمائی کی۔ ان دلائل کے بارے میں ہمارا کیا خیال ہے؟ اس باب میں کوئی شبہ نہیں کہ پرنٹ خیالات ونظریات کی ترسیل میں مدد کرتا ہے۔ مگر ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ لوگوں نے صرف ایک قسم کا ادب ہی نہیں پڑھا۔ انھوں نے اگر والٹیر اور روسو کے خیالات پڑھے تو دوسری طرف بادشاہی اور چرچ کے پروپیگنڈے کے روبرو بھی ہوئے۔ ہر اس چیز سے جو انھوں نے دیکھی یا سنی وہ اس سے براہِ راست متاثر نہیں ہوئے۔ کچھ خیالات کو انھوں نے قبول کیا اور کچھ کو رد...... انھوں نے چیزوں کی تاویل اپنے انداز سے کی۔ پرنٹ نے براہِ راست ان کے ذہنوں کو نہیں بنایا مگر ہاں مختلف انداز میں سوچنے کے امکانات ضرور پیدا کیے۔

سرگرمی

تصور کیجیے کہ آپ انقلاب سے پہلے فرانس میں ایک کارٹونسٹ ہیں۔ ایک کارٹون بنائیے جسے ایک پمفلٹ میں چھپنا ہے۔

شکل 11۔ امرا اور عوام انقلاب فرانس سے پہلے۔ آخر 18ویں صدی کا ایک کارٹون

کارٹون دکھاتا ہے کہ عام آدمی، کسان اور مزدور کس طرح براوقت گزار رہے تھے اور امرا زندگی کے لطف اٹھا رہے تھے اور ان غریبوں پر ظلم کر رہے تھے۔ اس جیسے کارٹونوں کی اشاعت نے انقلاب سے پہلے لوگوں کی سوچ پر اثر ضرور ڈالا تھا۔

تبادلۂ خیال کیجیے

کچھ مورخ ایسا کیوں سوچتے ہیں کہ پرنٹ کلچر نے انقلاب فرانس کی اساس رکھی؟

انیسوی صدی میں عام خواندگی نے بڑی ترقی کی۔ اور پڑھنے والوں کی لائن میں بچوں، عورتوں اور مزدوروں کی ایک نئی صف شامل ہوگئی۔

شکل .12— پینی میگزین کا سرورق
'سوسائٹی فار دی ڈیفیوژن آف یوزفُل نالج' نے 1832 اور 1835 کے درمیان لندن میں پینی میگزین چھاپا، یہ بنیادی طور پر مزدور طبقہ کے لیے تھا۔

5.1 بچے، عورتیں اور کامگار

آخر انیسویں صدی سے پرائمری ایجوکیشن لازمی ہوگئی اس لیے بچے پڑھنے والوں کی اہم صف میں شامل ہوگئے۔ اسکول کی درسی کتابوں کی طباعت، پبلشنگ انڈسٹری کے لیے بڑی اہم ہوگئی۔ محض بچوں کے ادب کے لیے وقف بچوں کا پریس 1857 میں فرانس میں قائم کیا گیا۔ اس پریس نے نئی چیزیں بھی چھاپیں ساتھ ہی پرانی پریوں کی کہانیاں اور لوک کہانیاں بھی شائع کیں۔ جرمنی میں گرم برادرز نے کسانوں سے جمع کی ہوئی روایتی لوک کہانیاں مرتب کرنے میں کئی برس صرف کیے۔ ان لوگوں نے جو کچھ جمع کیا اسے 1812 میں ایک مجموعے کی شکل میں چھاپنے سے قبل باقاعدہ مرتب کیا۔ ان میں سے ہر وہ چیز نکال دی گئی جس کے بارے میں یہ خیال ہوا کہ وہ بچوں کے لیے مناسب نہ ہوگی یا اشراف کے نزدیک سوقیانہ قرار پائے گی۔ دیہی لوک کہانیوں کو اس طرح ایک فنی شکل ملی۔ پرنٹ نے قدیم کہانیوں کو یکجا کر کے محفوظ کر دیا اور انہیں بدل بھی دیا۔

خواتین، قاری اور ادیب، دونوں حیثیتوں سے بہت اہم ہوگئی۔ پینی میگزین (شکل 12 دیکھیے) خصوصی طور پر عورتوں کے لیے تھے کیوں کہ ان میگزینوں کی حیثیت مناسب طرز عمل اور امور خانہ داری کے بنیادی قاعدے کی بھی تھی۔ جب 19 ویں صدی میں ناول لکھے جانے لگے تو عورتوں کو ایک اہم قاری کی حیثیت سے دیکھا گیا۔ بعض بہترین ناول نگار خواتین ہی تھیں۔ جین آسٹن، برونٹ سسٹرز، جارج ایلیٹ۔ ان کی تحریروں نے ایک نئی عورت کی تصویرگری کی۔ پختہ ارادے شخصیت کی توانائی، عزم اور سوچنے کی صلاحیت کا حامل ایک وجود۔

سترھویں صدی سے کتابیں دینے والی لائبریریاں وجود میں آچکی تھیں۔ 19 ویں صدی میں انگلستان میں کتابیں دینے والی یہ لائبریریاں ذہنی کام کرنے والے کامگاروں، دستکاروں اور نچلے متوسط طبقے کے لوگوں کی تعلیم کا ایک ذریعہ بن چکی تھیں۔ کبھی کبھی ورکنگ کلاس کے خود تعلیم حاصل کرنے والے ان لوگوں نے خود اپنے لیے لکھا۔ وسط 19 ویں صدی کے بعد جب کام کے گھنٹوں میں بتدریج کچھ کمی ہوئی تو کام کرنے والوں کو ذاتی ترقی اور اظہار ذات کے لیے کچھ وقت ملنے لگا۔ ان لوگوں نے بڑی تعداد میں سیاسی مضامین اور خود نوشت سوانح لکھیں۔

باکس 3

پارک شائر کے میکنک تھامس ووڈ نے بتایا کہ وہ کس طرح پرانے اخبار کرائے پر لیتا تھا اور شام کے وقت آگ کی روشنی میں انہیں پڑھتا تھا۔ موم بتیاں خریدنے کی اس میں استطاعت ہی نہیں تھی۔ غریب لوگوں کی خودنوشت سوانح ان کی اُن کوششوں کا بیان کرتی تھیں جو یہ لوگ انتہائی نامساعد حالات میں کرتے تھے۔ ایسی کوششوں کی جھلکیاں 20 ویں صدی روس کے انقلابی ادیب میکسم گورکی کی کتاب 'مائی چائلڈہڈ' اور 'مائی یونیورسٹی' میں ملتی ہیں۔

© NCERT Not to be Republished

5.2 مزید اختراعات

18 ویں صدی کے آخری زمانہ سے پریس دھات سے بننے لگے۔ 19 وی صدی میں پرنٹنگ ٹکنالوجی میں مزید اختراعات کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ 19 ویں صدی کے وسط میں نیویارک کے رچرڈ ایم ہُو نے پاور سے چلنے والا بیلن پریس (Cylindrical) بنالیا۔ اس پریس میں ایک گھنٹے میں 8000 صفحے چھاپے جاسکتے تھے۔ یہ پریس اخبارات چھاپنے کے لیے بہت مفید تھا۔ آخری 19 ویں صدی میں Offset پریس بن گیا جو ایک وقت میں چھ رنگوں کی چھپائی کرسکتا تھا۔ 20 ویں صدی کے اختتام تک بجلی سے چلنے والے پریسوں نے چھپائی کے کام کو اور تیز کردیا۔ بہت سی ترقیاں اور تبدیلیاں ہوئیں۔ پریس میں کاغذ ڈالنے کا طریقہ بہتر ہوا، پلیٹوں کی کوالٹی اچھی ہوئی۔ کاغذ کی خودکار چرخیوں اور رنگوں کے فوٹو الیکٹرک کنٹرول کا استعمال ہوا۔ انفرادی میکینکل ترقیوں نے اجتماعی طور پر چھپے ہوئے متون کی ظاہری شکل کو یکسر بدل دیا۔

پرنٹرز اور پبلشرز نے اپنی چھاپی ہوئی چیزوں کو بیچنے کے نئے نئے طریقے نکالے۔ 19 ویں صدی کے رسالوں نے اہم ناول سلسلہ وار چھاپے جس نے ناول لکھنے کے ایک مخصوص انداز کی شروعات کی۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں انگلستان میں پسندیدہ اور معقول تخلیقات کم قیمت سلسلوں کی شکل میں فروخت ہوئیں۔ یہ سلسلہ شلنگ سیریز کہلاتا تھا۔ بک جیکٹ یا ڈسٹ کور بھی بیسویں صدی کی اختراع ہیں۔ 1930 کی کساد بازاری کے آغاز سے پبلشروں کو کتابوں کی خریداری میں انحطاط آنے کا خطرہ ہوا۔ خریداری کو برقرار رکھنے کے لیے انہوں نے کتابوں کے سستے پیپر بیک اڈیشن نکالے۔

سرگرمی

شکل 13 کو دیکھیے۔ ایسے اشتہارات عوام کے ذہنوں پر کیا اثر ڈالتے ہیں؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ چھپے ہوئے مواد پر ہر شخص کا ردعمل ایک طرح کا ہوتا ہے؟

© NCERT Not to be Republished

شکل 13۔ انگلستان کے ایک ریلوے اسٹیشن پر اشتہارات۔ الفرڈ کان کین کا بنایا ہوا ایک لیتھوگراف، 1874۔ چھپے ہوئے اشتہارات اور اعلانات سڑکوں کی دیواروں پر ریلوے اسٹیشنوں پر اور پبلک عمارتوں کی دیواروں پر چپکائے جاتے تھے۔

آیئے اب ہم یہ دیکھیں کہ ہندوستان میں طباعت یعنی پرنٹنگ کب شروع ہوئی اور طباعت کے زمانے سے قبل خیالات و معلومات کیوں کر ضبط تحریر میں آتی تھیں۔

6.1 عہد طباعت سے قبل مسودات

شکل 14۔ جے دیو کی گیت گووند کے صفحات، 18 ویں صدی۔
یہ تاڑ کے پتوں پر ہاتھ سے لکھا ہوا رکارڈین انداز کا مسودہ ہے۔

سنسکرت، عربی، فارسی اور دوسری دیسی زبانوں کے قلمی یعنی ہاتھ سے لکھے ہوئے مسودات کی ہندوستان میں بڑی معقول اور قدیم روایت ہے۔ مسودات تاڑ کے پتوں پر یا ہاتھ سے بنائے ہوئے کاغذ پر نقل کیے جاتے تھے۔ کبھی کبھی صفحات کی بڑی خوبصورت آرائش ہوتی تھی۔ محفوظ رکھنے کے لیے انہیں یا تو لکڑی کے کور میں دبا کر رکھا جاتا تھا یا پھر کئی صفحات کو ملا کر سی دیا جاتا تھا۔ 19 ویں صدی کے آخر تک، طباعت کے متعارف ہونے کے کافی بعد تک مسودات بدستور تیار ہوتے تھے۔ مسودات بہر حال بڑے قیمتی اور انتہائی نازک ہوتے تھے، انہیں بڑی احتیاط کے ساتھ استعمال

© NCERT Not to be Republished

شکل 15۔ — دیوان حافظ کے صفحات، 1824۔
حافظ چودھویں صدی کے ایک فارسی شاعر تھے ان کے منتخب کلام کا مجموعہ 'دیوان حافظ' کہلاتا ہے۔ خوبصورت خطاطی اور تفصیلی آرائش اور ڈیزائن پر غور کیجیے۔ ایسے مسودات حروف کی طباعت کی آمد سے قبل امرا اور رؤسا کے لیے تیار کیے جاتے تھے۔

کرنا ہوتا تھا، ان کا پڑھنا بھی آسان نہیں ہوتا تھا کیوں کہ رسم الخط مختلف انداز کا ہوتا تھا اسی لیے روزمرہ کی زندگی میں ان کا استعمال کچھ بہت نہیں ہوتا تھا۔ نوآبادیاتی عہد سے قبل کے بنگال نے اگر چہ دیہی پرائمری اسکولوں کا ایک خاصا بڑا جال پھیلا رکھا تھا مگر بچے عموماً متن پڑھتے نہیں تھے۔ وہ صرف لکھنا سیکھتے تھے۔ استاد متن کے کچھ حصے اپنی یادداشت سے املا کرا دیتے تھے اور طالب علم اسے لکھ لیتے تھے۔ اس طرح بہت سے لوگ کسی قسم کا کوئی بھی متن پڑھے بغیر خواندہ ہو جاتے تھے۔

شکل.16— رگ وید کے صفحات

طباعت کی آمد کے بہت بعد تک قلمی مسوادت ہندوستان میں بنتے رہے۔ ملیالم رسم الخط میں مسودہ 18 ویں صدی میں تیار ہوا تھا۔

6.2 طباعت (پرنٹ) ہندوستان آتی ہے

ہندوستان میں پرنٹنگ پریس 16 ویں صدی کے وسط میں گوا میں پرتگالی مشنریوں کے ساتھ آیا۔ جیسوئٹ پادریوں نے کونکی زبان سیکھی اور متعدد چھوٹے چھوٹے رسالے چھاپے۔ 1674 تک کونکنی اور کنارا (Kanara) زبانوں میں تقریباً 50 کتابچے چھپ چکے تھے۔ کیتھولک پادریوں نے پہلی تامل کتاب کوچین میں 1579 میں چھاپی اور 1713 میں پہلی ملیالم کتاب بھی ان ہی لوگوں نے طبع کی۔ 1710 تک پروٹسٹنٹ مشنریوں نے 32 تامل متون شائع کر دیے تھے۔ ان میں بہت سے پرانی کتابوں کے ترجمے تھے۔

ہندوستان میں انگریزی پریس بہت بعد تک بھی کچھ بہت ترقی نہیں کر سکا حالانکہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے 17 ویں صدی کے آخر سے پریس کی مشینیں درآمد کرنا شروع کر دی تھیں۔

1780 سے جیمس آگسٹس ہِکے نے ایک ہفتہ وار اخبار ''بنگال گزٹ'' کی ادارت سنبھالی۔ ہفتہ وار نے اپنے بارے میں اعلان کیا ''ایک کمرشیل پیپر سب کے لیے مگر کسی کے اثر میں نہیں''، یہ ایک نجی انگلش فرم تھی جسے نوآبادیاتی اثرات سے اپنی آزادی پر فخر تھا۔ یہ آغاز تھا ہندوستان میں انگلش پرنٹنگ کے لیے۔ ہِکے نے بے شمار اشتہارات شائع کیے۔ ان میں وہ اشتہارات بھی ہوتے تھے جن کا تعلق غلاموں کی خرید و فروخت سے تھا۔ مگر اُس نے ہندوستان میں کمپنی کے اعلیٰ افسروں کے بارے میں بھی بڑی بے سروپا باتیں چھاپیں۔ اس سے ناراض ہوکر گورنر جنرل وارن ہیسٹنگس نے اسے بہت پریشان کیا اور سرکاری منظوری سے نکلنے والے اخباروں کی اشاعت کی ہمت افزائی کی جو ایسی خبروں کے سیلاب پر بند باندھ سکیں جو نوآبادیاتی حکومت کی شبیہ کو داغ دار کرتی تھیں۔ 18 ویں صدی کے اختتام تک متعدد اخبار اور رسالے چھپ کر سامنے آئے۔ ہندوستانی لوگ بھی تھے جنہوں نے ہندوستانی اخبار نکالے۔ اس طرح نکلنے والوں میں پہلا اخبار گنگا دھر بھٹا چاریہ کا بنگال گزٹ تھا۔ بھٹا چاریہ رام موہن رائے کے بہت قریب تھے۔

ماخذ c

1768 میں ایک شخص ولیم بولٹس نے کلکتہ ایک پبلک عمارت پر ایک نوٹس چسپاں کیا تھا:

''عوام کے لیے:

مسٹر بولٹس نے یہ طریقہ عوام کو یہ بتانے کے لیے اختیار کیا ہے کہ اس شہر میں پرنٹنگ پریس کی کمی بزنس کے لیے بڑی نقصان دہ ہے .... وہ کسی شخص کی بھی انتہائی مدد کرنے پر تیار ہیں...... جو اشخاص پرنٹنگ کے کاروبار سے واقفیت رکھتے ہیں۔''

بولٹس بہر حال جلدی ہی انگلینڈ واپس چلے گئے اور ان کے وعدے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

© NCERT Not to be Republished

7 مذہبی اصلاح اور عوامی مباحثے

18 ویں صدی کے اوائل سے، جیسا کہ آپ جانتے ہیں مذہبی مسائل پر شدید بحثیں چل رہی تھیں۔ مختلف گروپوں نے اُن تبدیلیوں کو چیلنج کیا جو مختلف انداز میں نوآبادیاتی سماج کے اندر ہو رہی تھیں اور مختلف مذاہب کے عقائد کی نئی نئی متنوع تاویلات کیں۔ کچھ لوگوں نے موجودہ رسوم و رواج پر تنقید کی اور اصلاح کی مہم چلائی۔ جب کہ کچھ اور لوگ تھے جنھوں نے ان مصلحین کے دلائل کی مخالفت کی۔ یہ بحثیں عوامی اجتماعات میں بھی ہوئیں اور اخباروں میں بھی۔ مطبوعہ رسالوں اور اخباروں نے نہ صرف یہ کہ نئے خیالات کو پھیلایا بلکہ انہوں نے بحث کی نوعیت کو ایک شکل دی۔ اب ان مباحثوں میں عوام کی بڑی تعداد شریک ہو سکتی تھی اور اپنے خیالات کا اظہار کر سکتی تھی۔ آرا کے اس ٹکراؤ سے نئے نظریات اور نئے خیالات سامنے آئے۔

یہ وقت ستی کی رسم، توحید، برہمنوں کی Priesthood اور بت پرستی جیسے مسائل پر ہندو قدامت پرستوں اور سماجی اور مذہبی مصلحین کے درمیان زبردست تنازعات کا تھا۔ بنگال میں، جوں جوں بحث آگے بڑھی متنوع۔ دلیلوں اور توجیہوں کی ترویج و تبلیغ کرنے والے رسالوں اور اخباروں کا انبار لگ گیا۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچنے کے لیے خیالات کا اظہار عام آدمی کی بول چال کی زبان اور اس کے روز مرہ میں ہوا۔ رام موہن رائے نے 1821 میں ''سمباد کومدی'' شائع کی اور ہندو قدامت پرستی نے ''سماچار چندریکا'' سے ان کے خیالات کا توڑ کرنے کا کام لیا۔ 1822 سے دو فارسی اخبار ''جام جہاں نما' اور 'شمس الاخبار' شائع ہوئے۔ اسی سال ایک گجراتی اخبار 'بمبئی سماچار' سامنے آیا۔

شمالی ہندوستان میں، مسلم پشتینی سلطنتوں کی مسماری پر علما بہت پریشان تھے۔ انہیں خوف تھا کہ نوآبادیاتی حکمراں تبدیل مذہب کی ہمت افزائی کریں گے اور مسلم پرسنل لا کو تبدیل کریں گے۔ اس کے تدارک کے لیے ان لوگوں نے سستے لیتھوگراف پریسوں کو استعمال کیا اور مقدس کتابوں کے اردو اور فارسی ترجمے شائع کیے، مذہبی اخبارات اور رسالے نکالے۔ دیوبند مدرسے نے جو 1867 میں قائم ہوا تھا، ہزاروں فتوے شائع کیے جن میں مسلمان قاری کو بتایا گیا تھا کہ اسے اپنی روزانہ زندگی کس طرح گزارنا چاہیے۔ ساتھ ہی اسلامی ہدایات کے مطالب کی وضاحت بھی کی۔ 19 ویں صدی کے پورے عرصے میں بہت سے مذہبی مسالک اور مدرسے قائم ہوگئے۔ ہر عقیدہ ایک نئی تاویل کے ساتھ اپنے پیروؤں کی تعداد کو بڑھانے کے لیے کوشاں اور مخالفین کے اثر کی تکذیب میں لگا ہوا تھا۔ اس لڑائی کو عوام کے بیچ لڑنے میں اردو پریس نے بڑی مدد کی۔

نئے الفاظ

علما— اسلام اور شریعت (اسلام کے آئین وقوانین) کے عالم۔

فتویٰ—اسلامی قانون پر آئینی رائے جو عموماً کوئی مفتی (آئین کا عالم) دیتا ہے

© NCERT Not to be Republished

ہندوؤں میں بھی پریس نے مذہبی متون کے مطالعہ کی ہمت افزائی کی خصوصاً مقامی زبانوں میں۔ تلسی داس کا رام چرتر مانس، 16ویں صدی کا ایک متن، 1810 میں کلکتے سے شائع ہوا۔ 19ویں صدی کے وسط تک ہندوستانی بازار سستے لیتھوگرافک اڈیشنوں سے اٹا پڑا تھا۔ 1880 سے لکھنؤ میں نولکشور پریس اور بمبئی میں شری وینکٹیشور پریس نے مقامی زبانوں میں بے شمار مذہبی متون چھاپے۔ ہلکے اور چھپے ہوئے ہونے کی وجہ سے عقیدت مندان کو آسانی سے اور ہر جگہ اور ہر وقت پڑھ سکتے تھے۔ انھیں مردوں اور عورتوں کے بڑے گروپوں کے سامنے بہ آواز بلند بھی پڑھا جاسکتا تھا۔

اس لیے مذہبی متون لوگوں کے ایک بہت بڑے حلقے تک پہنچے انھوں نے مذہب کے اندر اور مذاہب کے مابین تبادلہ خیال اور بحث مباحثے کے مواقع فراہم کیے۔ ساتھ ہی تنازعات بھی پیدا کیے۔

طباعت نے سماج کے درمیان محض آرا کے اختلاف کی اشاعت نہیں کی بلکہ اس نے ہندوستان کے مختلف حصوں میں فرقوں اور لوگوں کو باہم ملایا بھی۔ اخبار ایک جگہ سے دوسری جگہ خبریں لے گئے اور اس طرح انھوں نے ایک کل ہند شناخت پیدا کی۔

ماخذ D

اخبار کیوں؟

’مقامی دلچسپی کے ہر موضوع کے بارے میں مفید معلومات فراہم کرنے کے مقصد کے پیش نظر پونا کے باشندے کرشناجی ترمبوک رانا ڈے مراٹھی زبان میں ایک اخبار شائع کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اخبار، عام افادیت، سائنسی تحقیقات، پرانے زمانے کی اشیا، اعداد وشمار، عجائبات، ملک کی تاریخ ملک کا جغرافیہ خصوصاً دکن کا سے متعلق موضوعات پر آزادانہ اظہار خیال کے لیے اخبار کے صفحات کھلے ہوں گے......عوام کی بہبود اور معلومات کی تبلیغ وترویج میں دلچسپی رکھنے والے ہر فرد کی سرپرستی اور معاونت کا خیر مقدم کیا جائے گا۔‘

بامبے ٹیلی گراف اینڈ کوریئر، 6 جنوری 1849

’دیسی اخباروں اور سیاسی تنظیموں کا کام لندن کی پارلیمنٹ میں ہاؤس آف کامنس میں حزب اختلاف کے کاموں سے مماثل ہے۔ یعنی حکومت کی پالیسی کو ناقدانہ جانچنا اور عوام کے لیے غیر مفید حصوں کو خارج کرا کے اس کے بہتری کے لیے مشورے دینا اور ساتھ ہی اس کے نفاذ کو یقینی بنانا۔ ان تنظیموں کو خاص خاص مسائل کا محتاط اور غائر مطالعہ کرنا چاہیے ملک وقوم سے متعلق ضروری معلومات اکٹھا کرنا چاہیے ساتھ ہی پسندیدہ اور امکانی اصلاحات کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے۔ یہ بات یقیناً تنظیم کے اثر ورسوخ میں معتد بہ اضافہ کرے گی۔‘

نیٹو اوپینین، 3 اپریل 1870۔

© NCERT Not to be Republished

8 مطبوعات کی نئی اقسام

پرنٹنگ نے تحریر کی نئی نئی قسموں کے لیے بھوک بڑھادی۔ اب زیادہ سے زیادہ لوگ پڑھنے کے قابل تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ ان تحریروں میں اپنی زندگی، اپنے تجربات اپنے جذبات اور اپنے رشتوں کی عکاسی دیکھیں۔ ناول، ادب کی ایک صنف، جس نے یوروپ میں فروغ پایا تھا لوگوں کی اس ضرورت کی تکمیل بڑی حسن وخوبی سے کرتا تھا۔ ناول نے جلدی ہی خالص ہندوستانی ہیئتوں اور ہندوستانی اسٹائل کو حاصل کرلیا۔ پڑھنے والوں کے لیے اس نے تجربات کی ایک دنیا دکھائی اور ان میں حیات انسانی کے متنوع پہلوؤں کا واضح احساس پیدا کیا۔

مطالعے کی دنیا میں اور بھی ادبی اصناف داخل ہوئیں۔ شاعری، مختصر افسانہ، سماجی اور سیاسی مسائل سے متعلق مضامین۔ ان سب نے، ایک مختلف انداز میں انسانی زندگی، سماج اور سیاست کی صورت گری کرنے والے اصولوں کے بارے میں نجی اور ذاتی احساسات کی نئی اہمیت کو مزید توانا کردیا۔

19 ویں صدی کے اختتام تک ایک نیا بصری کلچر معرض وجود میں آیا۔ بڑی تعداد میں پریسوں کے لگنے کی وجہ سے بصری شبیہوں کی بے شمار نقلیں بنانا ممکن ہوگیا۔ راجا روی ورما جیسے آرٹسٹوں نے بڑے پیمانے پر نشر واشاعت کے لیے تصویریں بنائیں۔ ووڈ بلاکس بنانے والے غریب نقش نگاروں نے پریسوں کے قریب اپنی دوکانیں لگائیں۔ پرنٹرز نے انھیں اپنے یہاں ملازم بھی رکھا۔ سستی نقلوں اور کیلنڈروں کی بازاروں میں فراوانی ہوگئی۔ حتیٰ کہ غریب بھی، ان سے اپنے گھر اور اپنے کام کی جگہوں کی دیواروں کو سجانے کے لائق ہوگئے۔ ان پرنٹس نے روایت اور جدیدیت، مذہب اور سیاست، سماج اور کلچر کے بارے میں عوامی تصورات کو ایک شکل عطا کرنا شروع کردیا۔

1870 شروع ہوتے ہوتے رسالوں اور اخباروں میں، سماجی اور سیاسی مسائل پر رائے زنی کرنے والے خاکے اور کارٹون چھپنے لگے تھے۔ بعض خاکوں نے مغربی ذوق اور مغربی کپڑوں پر شیفتہ تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کا مضحکہ اڑایا۔ بعض دوسرے خاکے تھے جن میں سماجی تبدیلیوں کے خوف کا اظہار کیا گیا تھا۔ امپیریل خاکے تھے جن میں قوم پرستوں کا مذاق اڑایا گیا تھا اور نیشنلسٹ کارٹون تھے جن میں امپیریل حکومت پر تنقید تھی۔

شکل 17—راجا ریتودھواج شہزادی مدالسا کو آسیب کے چنگل سے آزاد کراتے ہوئے۔
پرنٹ روی ورما۔ روی ورما نے بے شمار اساطیری پینٹنگ بنائیں جو روی ورما پریس میں چھپیں۔

© NCERT Not to be Republished

8.1 خواتین اور پرنٹ

عورتوں کی زندگی اوران کے احساسات کے بارے میں خصوصی شدت اوروضاحت کے ساتھ لکھا جانے لگا۔ عورتوں میں مطالعے کے رواج میں خصوصاً متوسط طبقے کے گھرانوں میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ روشن خیال شوہروں اور والدین نے اپنی خواتین کو پڑھانا شروع کیا اور انیسویں صدی کے وسط کے بعد جب شہروں اور قصبوں میں لڑکیوں کے اسکول کھلے تو ان لوگوں نے اپنی بچیوں کو اسکولوں میں بھیجا۔ بہت سے رسالوں نے خواتین کی لکھی ہوئی چیزوں کو شائع کرنا شروع کیا اور یہ بتانے کی کوشش کہ عورتوں کو تعلیم کیوں دی جانی چاہیے۔ ان رسالوں میں ایک نصاب اور اس سے متعلق مطالعے کے لیے مناسب مواد بھی دیا جانے لگا جو گھر میں ہونے والی تعلیم کے لیے مفید تھا۔

مگر تمام گھرانے روشن خیال نہیں تھے۔ ہندو قدامت پرست سمجھتے تھے کہ پڑھی لکھی لڑکی بیوہ ہوجائے گی، مسلمانوں کو ڈر تھا کہ لڑکیاں اردو رومانی چیزیں پڑھ کر بدچلن ہوجائیں گی۔ کبھی کبھی سرکش خواتین نے ان پابندیوں کی خلاف ورزی بھی کی۔ ہم شمالی ہندوستان کی ایک مسلم گھرانے کی ایسی لڑکی کا قصہ جانتے ہیں جس نے چھپ چھپ کر اردو پڑھنا اور لکھنا سیکھا تھا۔ اس کے خاندان والے چاہتے تھے کہ وہ صرف عربی قران پڑھے۔ جو وہ بالکل نہیں سمجھتی تھی۔ اس نے ایسی زبان پڑھنے پر اصرار کیا جو اس کی اپنی تھی۔ اوائل 19 ویں صدی میں بنگال میں، ایک انتہائی قدامت پرست گھرانے میں بیاہی ہوئی راشندری دیوی نے گھر کے باورچی خانے کی تنہائی میں پڑھنا سیکھا۔ بعد کو اس نے اپنی خودنوشت سوانح عمری Amar Jiban لکھی جو 1876 میں شائع ہوئی۔ یہ پہلی طویل خودنوشت سوانح عمری تھی جو بنگالی زبان میں چھپی۔

سماجی اصلاحات اور ناولوں نے عورتوں کی زندگیوں اوران کے احساسات وجذبات میں ایک عام دل چسپی پیدا کر ہی دی تھی، ایک دل چسپی اس بات میں پیدا ہوئی کہ خود عورتیں اپنی زندگیوں کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گی۔ 1860 کے بعد سے کیلاش بھاشنی دیوی جیسی بنگالی خواتین نے کتابیں لکھیں جن میں عورتوں کے تجربات کو سامنے لایا گیا تھا۔ تجربات، عورتیں گھروں میں کیسے قید تھیں، انھیں کس طرح جہالت کی تاریکی میں رکھا جاتا تھا۔ سخت گھریلو کاموں کے کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا اور کس طرح وہی لوگ ان کے ساتھ بُرا سلوک کرتے تھے جن کی وہ خدمت کرتی تھیں۔ 1880 میں آج کے مہاراشٹر میں تارابائی شنڈے اور پنڈت تارامابائی نے اونچے طبقے کی ہندو عورتوں خصوصاً بیواؤں کی بدحالی اور قابل نفرت زندگیوں کے بارے میں شدید غم وغصے کے ساتھ لکھا۔ تامل ناول میں ایک عورت نے بتایا کہ اُن عورتوں کے لیے جو سماجی رسوم ورواج اور قاعدے قانون کے بندھنوں میں جکڑی رہتی ہیں پڑھنے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ ''مختلف اسباب کی بنا پر میری دنیا بہت

شکل.18— انڈین چاری واری کا سرورق۔ انڈین چاری واری خاکے اور طنز و مزاح چھاپنے والے بہت سے رسالوں میں سے ایک تھا۔ آخر انیسویں صدی میں نکلتا تھا۔ دیکھیے امپیریل انگریز شخص کو عین مرکز میں رکھا گیا ہے۔ وہ صاحب اختیار اور شاہانہ ہے۔ دیسیوں کو بتارہا ہے کہ کیا کرنا ہے۔ دیسی لوگ اس کی دونوں طرف بیٹھے ہیں۔ غلام سرشت اور اطاعت گزار۔ ہندوستانیوں کو طنز ومزاح اور کارٹونوں کا برٹش میگزین پنچ دکھارہا ہے۔ آپ انگریز آقا کو یہ کہتے ہوئے تقریباً سن سکتے ہیں ''یہ نمونہ ہے۔ ذرا اس کا ہندوستانی روپ نکال کر دکھاؤ۔''

ماخذ E

1926 میں مشہور ماہر تعلیم اور ادبی شخصیت والی بیگم رقیہ سخاوت حسین نے بنگال ویمن ایجوکیشن کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے مذہب کے نام پر عورتوں کو تعلیم سے محروم رکھنے پر مردوں کی شدید مذمت کی:

''خواتین کی تعلیم کے مخالفین کہتے ہیں کہ عورتیں سرکش ہوجائیں گی......لعنت ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر بھی اسلام کے اُن بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں جو عورتوں کو تعلیم کا مساوی حق دیتے ہیں۔ اگر مرد تعلیم حاصل کرنے کے بعد گم راہ نہیں ہوتے تو عورتیں کیوں ہوں گی؟''

© NCERT not to be Republished

چھوٹی ہے......میری زندگی کی آدھی سے زیادہ خوشیاں کتابوں سے آتی ہیں......''

'اردو'، تامل بنگالی اور مراٹھی پرنٹ کلچر کا ارتقا تو پہلے ہوگیا تھا، ہندی طباعت سنجیدگی کے ساتھ 1870 سے شروع ہوئی۔ جلدی ہی اس کا ایک بڑا حصہ عورتوں کی تعلیم کے لیے وقف ہوگیا۔ بیسویں صدی کے اوائل میں عورتوں کے لیے لکھے جانے والے اور بسا اوقات خود عورتوں کے ایڈٹ کیے ہوئے رسائل بہت مقبول ہوئے۔ ان رسالوں میں عورتوں کی تعلیم بیوگی، بیوہ کی شادی اور قومی تحریک جیسے مسائل پر بحثیں ہوئیں۔ بعض رسالوں نے امور خانہ داری اور فیشن کے بارے میں عورتوں کو بتایا اور مختصر کہانیوں اور سلسلہ وار ناولوں کے ذریعہ تفریح کا سامان مہیا کیا۔

پنجاب میں بھی اسی طرح کا عوامی ادب 20ویں صدی کے اوائل سے بڑے پیمانے پر شائع ہوا۔ رام چڈھا نے عورتوں کو تابع دار بیویاں بننا سکھانے کے لیے بڑی تعداد میں بکنے والی کتاب ''استری دھرم وچار'' شائع کی۔ خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی نے بھی اسی پیغام کے ساتھ سستے کتابچے شائع کیے۔ ان میں اکثر کتابچے، اچھی عورتوں کی خصوصیات کے بارے میں تھے اور مکالموں کی صورت میں تھے۔

بنگال میں، مرکزی بنگال میں ایک پورا علاقہ بٹالہ ایسی ہی مقبول عام کتابوں کی اشاعت کے لیے وقف تھا۔ یہاں آپ کو مذہبی رسالوں اور کتابوں کے سستے اڈیشن بھی مل سکتے تھے اور وہ ادب بھی جو فحش اور اہانت آمیز سمجھا جاتا تھا۔ 19 ویں صدی کے آخری زمانے میں ان کتابوں میں ووڈ کٹس اور رنگین لیتھوگراف سے بنی ہوئی بے شمار تصویریں چھاپی جانے لگی تھیں۔ پھیری والے بٹالہ کی مطبوعات کو گھر گھر پہنچاتے تھے اور عورتوں کو اپنے خالی وقتوں میں انھیں پڑھنے کا موقع فراہم کرتے تھے۔

شکل. 19— گھورکالی (دنیا کا خاتمہ)، رنگین وُڈ کٹ، آخر 19ویں صدی۔

خاندانی رشتوں کی تباہی کا آرٹسٹ کا تصور۔ یہاں شوہر پر بیوی کا پورا تسلط ہے۔ بیوی اس کے کندھے پر چڑھی بیٹھی ہے۔ شوہر اپنی ماں کے لیے ظالم ہے اسے ایک جانور کی طرح کھینچ رہا ہے۔

شکل .20— ایک ہندوستانی جوڑا۔ سفید اور سیاہ ووڈ کٹ۔

تصویر آرٹسٹ کے اس خوف کو دکھاتی ہے کہ مغرب کے ثقافتی اثرات نے خاندان کو اتھل پتھل کر کے رکھ دیا ہے۔ غور کیجیے کہ مرد دنیا بجا رہا ہے جب کہ عورت حقہ پی رہی ہے آخر 19ویں صدی میں عورتوں کی تعلیم کی طرف پیش قدمی نے روایتی خاندان کی شکست وریخت کی تشویش پیدا کردی۔

© NCERT Not to be Republished

شکل.21—ایک یورپین جوڑا کرسیوں پر بیٹھے ہوئے۔19 ویں صدی ووڈ کٹ۔
تصویر روائتی خاندانی کردار کی عکاسی کرتی ہے۔صاحب شراب کی بوتل لیے ہوئے ہیں جب کہ میم صاحبہ وائلن بجا رہی ہیں۔

8.2 پرنٹ اور غریب لوگ

19 ویں صدی میں مدراس کے شہروں کے بازاروں میں چھوٹی چھوٹی سستی کتابیں لائی گئیں جنھیں شہر کے چوراہوں پر بیچ کر بازار میں آنے والے غریب لوگوں کو انھیں خریدنے کا موقع فراہم کیا گیا۔20 ویں صدی کے شروع میں پبلک لائبریریاں قائم ہوئی جنھوں نے کتابوں تک لوگوں کی رسائی کو بڑھادیا۔ اکثر لائبریریاں شہروں اور قصبوں میں تھیں اور کبھی کبھی خوش حال گاؤں میں مقامی متمول سرپرستوں کے لیے لائبریری قائم کرنا وقار حاصل کرنے کا ذریعہ تھا۔

19 ویں صدی کے آخری زمانے سے چھپنے والے بہت سے رسالوں اور مضامین میں ذات پات کے امتیازات کے مسائل پر لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ نیچی ذات والوں کی اجتماعی تحریکوں کے مراٹھا سرخیل جیوتی با پھولے نے اپنے رسالے 'غلام گیری' (1871) میں ذات پات کے نظام کی ناانصافیوں کے بارے میں لکھا۔20 ویں صدی میں مہاراشٹر میں بی آر امبیڈکر اور مدراس میں ای وی راما سوامی نائیکر (جو پیریار کے نام سے زیادہ مشہور ہیں) نے ذات کے مسائل پر بڑے اخباروں نے زوردار طریقے پر لکھا۔ ان کی تحریروں کو ہندوستان بھر کے لوگوں نے پڑھا۔ مقامی احتجاجی تحریکیوں اور مختلف فرقوں نے بھی قدیم کتابوں پر تنقید کرنے والے بہت سے مقبول رسالے نکالے اور مضامین لکھے، اور ایک نئے اور منصفانہ مستقبل کا خواب دیکھا۔

فیکٹری مزدوروں پر کام کا بڑا بوجھ تھا اور اپنے تجربات کے بارے میں کچھ لکھنے کے لیے ان کے پاس تعلیم بھی کم تھی اور وقت بھی کم تھا مگر کانپور کے ایک مل مزدور کاشی بابا نے ذات اور طبقاتی استحصال کے مابین رشتوں کی نشاندہی کرنے کے لیے 1938 میں ایک کتاب ''چھوٹے اور بڑے کا سوال'' لکھی اور شائع کرائی۔ کانپور ہی کے ایک مل ورکر کی جو سدرشن چکر، کے قلمی نام سے لکھتے تھے، 1935 اور 1955 کے درمیان لکھی ہوئی نظموں کو ایک جگہ جمع کیا گیا اور ایک مجموعے ''ساچی کویتائیں'' میں شائع کیا گیا۔1930 میں بنگلور کے مل مزدوروں نے بمبئی کے مزدوروں کی پیروی کرتے ہوئے خود اپنی تعلیم کے لیے لائبریریاں قائم کیں۔اس کام میں ان کی سرپرستی سماجی کارکنوں نے کی جو خواندگی لانے کبھی کبھی قوم پرستی کا پیغام سنانے اور حد سے گزری ہوئی شراب نوشی پر روک لگانے کی کوشش کر رہے تھے۔

سرگرمی

شکل 19، 20 اور 21 کو غور سے دیکھیے۔
سماج میں ہونے والی سماجی تبدیلیوں پر آرٹسٹ کس رائے کا اظہار کر رہا ہے؟
سماج میں وہ کون سی تبدیلیاں تھیں جنھوں نے اس ردعمل کے لیے اکسایا؟
کیا آپ آرٹسٹ کے ردعمل سے متفق ہیں؟

© NCERT Not to be republished

9 پرنٹ اور سنسرشپ

1798 سے قبل، ایسٹ انڈیا کمپنی کے ماتحت نوآبادیاتی ریاست کو سنسرشپ سے کوئی بہت سروکار نہیں تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مطبوعہ مواد پر کنٹرول کرنے کے لیے ابتدا میں جو اقدامات کیے گئے وہ ہندوستان میں ان انگریزوں کے خلاف تھے جو کمپنی کی بدانتظامیوں پر نکتہ چینی کرتے تھے اور کمپنی کے بعض خاص افسروں کی کارگزاریوں کو ناپسند کرتے تھے۔ کمپنی کو پریشانی یہ تھی کہ ایسی تنقیدوں کو انگلستان میں ان کے ناقد ہندوستان میں تجارت پر ان کی اجارہ داری پر حملہ کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔

1820 میں کلکتہ سپریم کورٹ نے پریس کی آزادی پر کنٹرول کرنے کے لیے کچھ ضوابط بنائے اور کمپنی نے ان اخباروں کی ہمت افزائی شروع کی جو برطانوی حکومت کے گن گائیں۔ 1938 میں انگریزی اور مقامی زبان کے اخباروں کے ایڈیٹروں کی فوری عرضیوں کے پیش نظر گورنر جنرل بینٹنک نے پریس سے متعلق قوانین پر نظر ثانی کو منظور کیا۔ ایک لبرل نوآبادیاتی افسر تھامس میکالے نے نئے قاعدے بنائے جنھوں نے پچھلی آزادیاں بحال کر دیں۔

1857 کی سرکشی کے بعد پریس کی آزادی کی طرف رویہ بدلا۔ تلملائے ہوئے انگریزوں نے دیسی پریس، پر شکنجہ مزید کسے جانے کا مطالبہ کیا۔ مقامی زبانوں کے اخبار چونکہ زیادہ اصرار کے ساتھ نیشنلسٹ ہوئے اس لیے نوآبادیاتی حکومت نے کنٹرول کے زیادہ سخت اقدامات پر بحث شروع کی۔ 1878 میں ورنا کیولر پریس ایکٹ آئیرش پریس لاز کے نمونے پر پاس ہوا تھا۔ اس نے حکومت کو مقامی زبان کے اخباروں میں خبروں اور اداریوں کو سنسر کرنے کے وسیع اختیارات دے دیے۔ اس کے بعد سے حکومت نے مختلف صوبوں سے شائع ہونے والے مقامی زبان کے اخباروں پر باقاعدہ نظر رکھنا شروع کر دیا۔ جب کسی خبر کو باغیانہ قرار دے دیا جاتا تو اخبار کو خبردار کیا جاتا اگر یہ تنبیہ نظر انداز کی جاتی تو پریس پر قبضہ کیا جا سکتا تھا اور وہاں کی مشینوں کو ضبط کیا جا سکتا تھا۔

ان جبری اقدامات کے باوجود، نیشنلسٹ اخبارات کی تعداد میں ملک کے تمام حصوں میں اضافہ ہوا۔ ان اخباروں نے نوآبادیاتی بدانتظامیوں کی خبریں چھاپیں اور قوم پرستانہ سرگرمیوں کی ہمت افزائی کی۔ نیشنلسٹ نکتہ چینی کا گلا گھونٹنے کی کوششوں نے عسکری احتجاج اکسایا۔ اس کے ردعمل کے طور پر تادیبی کارروائی اور احتجاج کرنے کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ جب 1907 میں پنجاب کے انقلابیوں کو ملک بدر کیا گیا تو بال گنگا دھر تلک نے اپنے اخبار کیسری میں ان کے بارے میں بڑے ہمدردانہ انداز میں لکھا۔ اس تحریر کی پاداش میں انھیں 1908 میں جیل میں ڈال دیا گیا جس کے جواب میں سارے ملک میں احتجاج ہوئے۔

باکس 4

کبھی کبھی، حکومت کو وفادار اخباروں کی ادارت کے لیے امیدوار ڈھونڈنا مشکل ہو جاتا تھا جب 1877 میں شروع ہونے والے اخبار اسٹیٹس مین، کے اڈیٹر سینڈرس سے درخواست کی گئی تو اس نے کس قدر گستاخانہ انداز میں پوچھا کہ آزادی سے محرومی کو جھیلنے کے لیے اسے تنخواہ کیا دی جائے گی۔ The friend of India نے حکومت کی مالی امداد کی ایک پیش کش کو ٹھکرا دیا کہ یہ اسے حکومت کے احکامات کی اطاعت پر مجبور کرے گی۔

باکس 5

چھپے ہوئے لفظ کی قوت کا اندازہ عام طور پر ان طریقوں کو دیکھ کر کیا جاتا ہے جو حکومتیں پریس کو کنٹرول کرنے اور انھیں دبانے کے لیے اختیار کرتی ہیں۔ نوآبادیاتی حکومت نے ہندوستان میں چھپنے والی تمام کتابوں اور اخباروں پر نظر رکھی اور پریس کو کنٹرول کرنے کے لیے متعدد قوانین وضع کیے۔

پہلی عالمی جنگ کے دوران 'ڈیفنس آف انڈیا' رولس کے تحت 22 اخباروں کو زرضمانت جمع کرانا پڑا تھا۔ ان میں سے 18 حکومت کے حکم کو ماننے کے بجائے بند ہو گئے۔ 1919 میں رولٹ کے تحت سڈیشن کمیٹی رپورٹ نے کنٹرول کو مزید توانا بنایا جس کی وجہ سے بہت سے اخباروں پر جرمانے ہوئے۔ دوسری عالمی جنگ کے آغاز پر ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ پاس ہوا جس نے جنگ سے متعلق خبروں کو سنسر کرنے کی اجازت دی۔ ہندستان چھوڑو تحریک سے متعلق تمام رپورٹیں اس کے تحت آئیں۔ اگست 1942 میں تقریباً 90 اخبارات ردباؤ ڈالا گیا۔

ماخذ F

1922 میں گاندھی نے کہا:

''بولنے کی آزادی...... پریس کی آزادی...... تنظیم کی آزادی...... ہندوستان کی حکومت اب رائے عامہ کی تشکیل اور اس کے اظہار کے تین طاقتور ذریعوں کو کچل دینا چاہتی ہے۔ سوراج کے لیے لڑائی، خلافت کے لیے لڑائی کا مطلب سب سے پہلے خطرے میں گھری اس آزادی کی لڑائی ہے۔''

©NCERT Not to be Republished

اختصار کے ساتھ لکھیے

1۔ مندرجہ ذیل کی وجوہات بتائیے:

(a) یورپ میں ووڈ بلاک پرنٹ 1295 کے بعد ہی آیا

(b) مارٹن لوتھر کنگ پرنٹ کے حق میں تھے اور انھوں نے اس کی تعریف کی

(c) رومن کیتھولک چرچ نے سولھویں صدی کے وسط سے ممنوعہ کتابوں کی فہرست رکھنی شروع کی

(d) گاندھی نے کہا کہ سوراج کے لیے لڑائی بولنے کی آزادی، پریس کی آزادی اور تنظیم کی آزادی کی لڑائی ہے۔

2۔ مختصر نوٹ لکھیے جس سے ظاہر ہو کہ آپ ان کے بارے میں کیا کچھ جانتے ہیں۔

(a) گٹنبرگ پریس

(b) چھپی ہوئی کتاب کے بارے میں ایراسمس کا خیال

(c) دی ورنا کیولر پریس ایکٹ

3۔ 19 ویں صدی کے ہندوستان میں مندرجہ ذیل کے لیے پرنٹ کلچر کے فروغ کا کیا مطلب تھا

(a) عورتوں کے لیے

(b) غریبوں کے لیے

(c) مصلحین کے لیے

اختصار کے ساتھ لکھیے

© NCERT Not to be Republished

تبادلۂ خیال کیجیے

1۔ اٹھارھویں صدی کے یورپ میں کچھ لوگوں نے یہ کیوں سوچا کہ پرنٹ کلچر روشن خیالی لائے گا اور آمریت اور مطلق العنانی کو ختم کرے گا۔

2۔ چھپی ہوئی سستی کتابوں کے آسانی سے ملنے کے اثرات سے کچھ لوگ ڈرتے کیوں تھے؟ دو مثالیں دیجیے۔ ایک یورپ سے دوسری ہندوستان سے۔

3۔ 19 ویں صدی کے ہندوستان میں پرنٹ کلچر کے فروغ کے غریبوں کے لیے کیا اثرات تھے؟

4۔ پرنٹ کلچر نے ہندوستان میں نیشنلزم کے فروغ میں کیوں کر مدد کی۔ وضاحت کیجیے۔

تبادلۂ خیال کیجیے

پروجیکٹ

پچھلے سو برسوں میں پرنٹ ٹکنالوجی میں آنے والی تبدیلیوں کے بارے میں کچھ مزید معلومات حاصل کیجیے۔ یہ وضاحت کرتے ہوئے کہ تبدیلیاں کیوں ہوئیں اور اس کے مابعد اثرات کیا ہوئے۔

پروجیکٹ

© NCERT Not to be Republished

نوٹ

© NCERT Not to be Republished